رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں ٭

(۲) الحمد للہ احمدی قوم دو نمونے تو پہلے دیکھ چکی ہے کہ کس طرح وہ اپنے قیمتی وقت کو اسلام پر قربان کرتے تھے۔ آج ثم الحمد للہ ہمارے سلسلہ میں تیسرا وجود ہے۔ جس کا دن رات اسلام کی خدمت میں گذرتا ہے۔ اس کا اندازہ باہر کے احباب کیا لگا سکتے ہیں جو دوست یہاں آتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضرۃ خلیفۃ ثانی کن کن اہم کاموں پر اپنے بیش بہا وقت کو قربان کرتے ہیں۔ اتنی مصروفیت ہے کہ بعض ضروری کام بھی التواء پر چھوڑے جاتے ہیں۔

(۳) جناب مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب کسی نیک کام پر باہر تشریف لیگئے ٭

(۴) منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک میگزین فیروزپور اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر اور انکے علاوہ اور احباب بھی تشریف لائے

تازہ خبریں

حرمت مقامات مقدسہ۔ دہلی ۳ نومبر۔ حضور وائسرائے با جازت شہنشاہ معظم اعلان فرماتے ہیں کہ عثمانیہ حکومت کے بلا وجہ خواہ مخواہ کی چھیڑ اور ناواجب افعال کی وجہ سے افسوس ٹرکی و برطانیہ میں جنگ چھڑ گئی ہے تاہم کمال وفادار مسلمان ہندوستان مطمئن رہیں کہ حرمین شریفین جدہ اور عراق عرب کے اماکن متبرکہ کے متعلق برطانوی بحری و بری افواج مطلق کوئی کارروائی نہیں کریگی تا وقتیکہ ہندوستانی حجاج اور زائرین سے کچھ تعرض نہ ہوا۔ برطانوی حکومت کی درخواست پر روس و فرنچ حکومتوں نے بھی یہی یقین دلا دیا ہے ٭

فرنچ محاربہ۔ لنڈن ۲ نومبر۔ فرانس کے شمال مشرقی کونہ میں جرمنوں کو متواتر زکیں پہنچ رہی ہیں۔ جرمنوں نے وردون کا کبھی محاصرہ نہ کیا۔ اُسکے فقط ایک قلعہ پر بہت دور سے ۲۴ گھنٹے بے سود گولہ باری کر کے ہٹ گئے تھے ٭

چین کو بھی اُکسایا جا رہا ہے۔ لنڈن ۲ - نومبر۔ پیکن سے خبر آئی ہے کہ جرمن فوجی افسر چینیوں کے دل میں برطانیہ و جاپان کی نفرت و دہشت بٹھانے کی تحریک میں بسرگرمی شامل ہیں مدعا یہ ہے کہ اس طرح جاپان و روس کی تجارت کو چین میں نقصان پہنچا کر انکے فوجی وسائل کو بھی مشکلات میں ڈالا جائے اس چال کا فوراً توڑ ہونا چاہیئے ورنہ ناخوش آیند نشوونما کا خدشہ ہے۔ جرمنوں نے پیکن کے انگریزی اخبار پیکن گزٹ کو خرید لیا ہے۔ اب وہاں کوئی انگریزی اخبار نہیں رہا ٭

ترکی۔ ۲ - نومبر۔ لنڈن کا تار ہے کہ برطانوی سفارت کے اہلکار آج رات قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئے۔ کئی انگریز روانہ ہو چکے ہیں اور کہ روسی و فرنچ سفرا بھی جانے والے ہیں مگر برلن کا تار ہے کہ روسی فرنچ سفیر کم کو روانہ ہو گئے ہیں۔ رائیٹر کا بیان ہے کہ ترکی وزیر اعظم نے بحرہ اسود کے معاملات کے متعلق معافی مانگ لی ہے ٭

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر پرنٹر و پبلشر کیلئے شایع ہوا)

جنگِ یورپ

رُوسی فتوحات ۔ لنڈن ۲ نومبر ۔ پیٹروگراڈ ۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مشرقی پرشیا کے محاذ میں روسی اولاڈ سلیواف کے علاقہ اور رومنٹن ۔ کے جنگل میں آگے بڑھے ہیں خوفناک نقصان اوٹھانے کی وجہ سے علاقہ باکلار جیوو میں جرمنوں کے حملے رک گئے ہیں ۔ دیچولا کی دوسری جانب رُوسی تمام محاذ پر فاتحانہ حیثیت سے پیشقدمی کر رہے ہیں انہوں نے پٹروکوف اور جیردف پر قبضہ کر لیا ہے اور جیروف کی سڑک پر لڑائی ہوئی اور دشمن کے عقبی دستے چار سو قیدیوں جلد چلنے والی توپوں اور سامان رسد کا نقصان اٹھا کر بھاگ گئے ۔ روسیوں نے دریائے سادان کے لیراجوا کے قریب آسٹرویوں کے مستحکم موقعوں پر دھاوا کیا ۔ اور پانسو قیدی اور جلد چلنے والی توپیں ان کے ہاتھ آئیں ۔

پیٹروگراڈ ۔ میر اطالوی سفیر اور روسی وزیر اعظم اور موخر الذکر اور موسیو سازونافت روسی وزیر خارجہ کے درمیان دیر تک ملاقات رہی ۔

روسی جہازات پر ترکی گولہ باری ۔ لنڈن ۳۱ ۔ اکتوبر) ریوٹر کو سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے کہ ترکی جنگی جہازات اُڈیسہ کے بندرگاہ میں جو عام طور پر کھلا ہوا ہے داخل ہوئے ۔ اور رُوسی جہازوں پر گولہ باری کی ۔

قسطنطنیہ سے دول متحدہ کے سفیروں کی واپسی

ریوٹر کو اطلاع ملی ہے کہ چونکہ ٹرکی نے روسی بندرگاہوں پر حملہ کیا ہے لہذا گورنمنٹ روس نے اپنے سفیر قسطنطنیہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ معہ سٹاف واپس آجائے روسی قونصلوں کو بھی اسی قسم کی ہدایات موصول ہوئی ہیں ۔

سٹیمروں کی غرقابی (کوچ) سٹیمر بالٹا اور کازرک ان رنگوں سے جو جرمن کروزر سگوبن نے بکیل کے مینار روشنی کے قریب بچھائی تھیں ٹکرا کر غرق ہوئے ۔

(لنڈن یکم نومبر) صیغہ پریس اعلان کرتا ہے کہ ٹرکی نے برٹش سفیر متعینہ قسطنطنیہ سے برقی نامہ و پیام کا سلسلہ مسدود کر دیا ۔ انگلستان ایسے وسائل اختیار کریگا جن سے برٹش فوائد و علاقہ محفوظ و مصئون رہ سکے ۔ اور مصر بھی حکومت سے محفوظ رہے ۔

ترکی سفیر کو پروانہ راہداری (لنڈن یکم نومبر) ترکی سفیر متعینہ پٹروگراڈ (سینٹ پیٹرزبرگ) کو آج پروانہ راہ داری مل جائیگا ۔

انگلستان و ٹرکی میں جنگ چھڑ گئی (شملہ یکم نومبر) غیر معمولی گزٹ امروزہ میں عام اطلاع کے لئے اعلان ہوا ہے کہ انگلستان و ٹرکی میں جنگ چھڑ گئی ہے ۔

رُوسی سفیر و ٹرکی وزیر اعظم کی ملاقات (لنڈن یکم نومبر) قسطنطنیہ سے براہ برلن اس مضمون کا پیغام موصول ہوا ہے اگرچہ روسی سفیر کو پروانہ راہ داری مل چکا ہے تاہم اس نے شنبہ کے سہ پہر کو ترکی وزیر اعظم سے گفتگو کی ۔

لارڈ لینڈاؤن کے بیٹے کی ہلاکت ۔ مارکوئس آف لینڈاؤن کا لڑکا لارڈ چارلس میٹرن ۔ ۳۰ ۔ اکتوبر کو لڑائی میں مارا گیا ۔

پرنس مارس کی موت (لنڈن ۳۱ ۔ اکتوبر) پرنس مارس آف بیٹنبرگ دیپ ۔ رس کے متصل ایک کمپنی کو لیجاتا ہوا ہلاک ہوا یہ یپ اس ہی آج دفن کیا جائیگا ۔

ٹسنگ ٹاؤ پر حملہ ۔ (لنڈن ۳۱ ۔ اکتوبر) ٹوکیو ۔ یہاں سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ ٹسنگ ٹاؤ پر بحری و بری حملے شروع ہو گئے ہیں ۔

(لنڈن یکم نومبر) سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ٹسنگ ٹاؤ کے اکثر جرمن قلعے آج خاموش ہیں صرف دو قلعے گولہ باری کا جواب دے رہے ہیں ایک قلعہ میں آگ لگی ہوئی ہے ۔ بندرگاہ کے متصل بھی آگ لگ گئی ہے ۔ اور تیل کا ایک تالاب جل گیا ۔

جرمنوں سے ترکی سپاہیوں کی ناراضی (لنڈن ۲ ۔ نومبر) ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ لنڈن میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ترکی فوج کے بعض حصص میں جرمنوں کے خلاف سخت ناراضی پائی جاتی ہے ۔ چند روز ہوئے کہ ایڈریانوپل کی ترکی سپاہ نے چار جرمن افسروں کو ہلاک کر دیا تھا ۔

متحدہ سلطنتوں کا نوٹ (لنڈن ۲ ۔ نومبر) ریوٹر کو معلوم ہوا ہے متحدہ سلطنتوں نے باب عالی کو ایک نوٹ پیش کیا ہے کہ وہ بحیرہ اسود میں حملہ کی کیفیت سے مطلع کرے ۔ اور ترکی جہازوں سے جرمن افسروں کو علیحدہ کر دیا جائے ۔ اور گوبن اور برسلا سے تمام ساز و سامان اُتار لیا جائے ورنہ متحدہ سلطنتوں سے ٹرکی کے سفارتانہ تعلقات منقطع ہو جائیں گے جواب ہنوز موصول نہیں ہوا ۔ تاہم امید واثق ہے کہ جواب اس قسم کا ہوگا کہ مخالفت کو وسعت دینے کی ضرورت پیش نہ آئے گی ۔

مقدس مقامات کا احترام (شملہ ۲ ۔ نومبر) گریٹ برٹن اور ٹرکی کے مابین جنگ چھڑ جانے پر حضور وائسرائے اعلان کرتے ہیں کہ عرب ۔ عراق عرب اور جدہ کے مقدس مقامات مقابر و زیارتگاہیں برٹش بحری حملے سے محفوظ و مصئون رہینگی اور کسی قسم کی مداخلت نہ کیجاویگی تاوقتیکہ ہندوستان کے زائرین کو ان مقدس مقامات میں آنے کی رکاوٹ نہ ہوگی ۔ کیونکہ یہ مذہبی لڑائی نہیں گورنمنٹ انگلستان کی درخواست پر فرانس و رُوس کی گورنمنٹوں نے بھی ایسا ہی یقین دلایا ہے ۔

سٹیمر روہیلہ کے پسماندگان (لنڈن یکم نومبر) روہیلہ کے تقریباً پچاس پسماندگان آج صبح بچائے گئے ہر مس سٹیمر کے چالیس متعلقین مفقود الخبر ہیں ۔

گلیشیا میں جنگ ۔ (لنڈن ۲ ۔ نومبر) گلیشیہ کی خبروں کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے دریائے سان پر روسیوں نے شمالی روسی سپاہ کی طرح جارحانہ حملے میں پھرتی ظاہر نہیں کی ۔ آسٹری بھی اچھی طرح لڑنے اور کامیابی کے مدعی ہیں ۔ دیچولا کے مراجعت کنان جرمن مختلف راستے اختیار کر رہے ہیں ۔ پلٹزا کے جنوب کے جرمن جنوب مغرب کو جا رہے ہیں ۔ اور بظاہر ان جرمنوں سے جو دریا کے شمال میں ہیں ۔ ان کا کوئی تعلق نہیں رہا ۔

برٹش لاٹ کروزر کی غرقابی (لنڈن یکم نومبر) برٹش ہلکے کروزر ہرمس کو ایک جرمن آب دوز کشتی نے ڈوور کے سٹریٹس میں غرق کر دیا تقریباً تمام افسر اور ملاح بچائے گئے یہ ڈنکرک سے واپس آ رہا تھا ۔ اور چنداں جنگی اہمیت نہ رکھتا تھا ۔

ہندوستانیوں نے جرمن آلہ پرواز کو نشانہ بنایا (لنڈن ۳۱ ۔ اکتوبر) جبکہ ہندوستانی سپاہ سے بھری ہوئی ٹرین فرانس کے ایک اسٹیشن پر استادہ تھی ۔ ایک جرمن آلہ پرواز قصبہ سے گذرتا ہوا بم پھینکنے لگا ۔ ہندوستانی ٹرین سے اُتر آئے ۔ اور ہر ایک نے بطور خود فائر کئے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند لحظوں میں آلہ پرواز زمین پر آ گرا ۔ بظاہر اس کے پاس مزید بم بھی تھے چنانچہ زمین پر گرنے کے وقت بموں کے پھٹنے کی ہولناک آواز آئی ۔ تین ہوا باز جو اس میں سوار تھے اسکے پرخچے اُڑ گئے ۔

غرق شدہ جہازوں کی کیفیت ۔ جم چاک کا وزن ۳۱۳۰ ٹن تھا وہ آٹھ ۱/۲ ۴ انچی توپوں سے مسلح تھا ایک تارپیڈو نال بھی اور ۲۴۰ کا عملہ تھا ۔ اڈن کا وزن ۳۴۴۵ ٹن ہے رفتار ۲۳ تا ۲۵ میل ۔ اسپردس ۱/۲ ۴ انچی توپیں دو تارپیڈو نالیاں اور ۲۶۱ کا عملہ ہے فرنچ ڈسٹرائر ماسکٹ کا وزن ۳۰۰ ٹن تھا ۔ چند ہلکی توپیں تھیں اور

۶۴۲ عملہ ۔ [illegible] ۱۲۵ ۔ [illegible] ۱۲۰ [illegible] ۔ دو غرق ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۵ - نومبر ۱۹۱۴ء

گورنمنٹ کی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے۔

مدت سے یہ اطمینان بخش خبریں آرہی تھیں کہ ٹرکی ایک غیر جانبدار طاقت ہے۔ جنگ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ٹرکی گورنمنٹ انگلشیہ کو یقین دلائے جاتی تھی کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوگی۔ لیکن آج واقعات نے اور ٹرکی کی عملی کارروائی نے پردہ اٹھا دیا اور حقیقت ظاہر ہو گئی چنانچہ یکم نومبر کو حضور وائسرائے کی اپیل نے جو ٹرکی کے ساتھ برسر پرخاش ہونے کی اصل وجہ ظاہر کرتی ہے اس راز کو افشا کر دیا۔ جرمن کی ریشہ دوانیوں نے ٹرکی کو بھی اپنے دام تزویر میں پھنسایا اور یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ اس خوفناک آگ کی چنگاری نے جو سارا جیوو سے بھڑکی اور دنیا کی تمام اکناف میں پھیل گئی نہ صرف بلجیم انگلستان۔ روس۔ جرمنی۔ فرانس اور آسٹریا کو آتشگیر کیا بلکہ اس کی چنگاریاں دور تک پھیلیں اور اس کے شعلوں کا اثر دور دراز تک گیا۔ اگر ایشیا کے مشرق میں اس کے شراروں نے جاپان کو داغ دیا ہے تو اس طرف اس کے مغرب میں سلطنت روم کی یا امن طاقت کے عناصر میں بھی اس کی چنگاریاں سلگ اٹھیں یہ وہ آتش فشاں پہاڑ ہے جو یورپ کے وسط میں پھٹا۔ اور جس کا مواد اندر ہی اندر اتنا پھیلا کہ آخر کار اس نے ٹرکی کی کمزور سرزمین میں اپنا نکاس لیا پہلے نمبر میں ناظرین پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ ترکی کے جہازوں نے اوڈیسہ اور تھیوڈوسی بندرگاہ روس پر حملہ کیا ایک دو جہاز غرق ہوئے اور کچھ نقصان ہوا۔ اور اب پھر سفیروں کو پاس پورٹ دیئے جانے کی خبروں اور گورنمنٹ برطانیہ کی اعلان جنگ کی خبر نے اس کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ ٹرکی اس عالمگیر جنگ میں الجھ گئی۔ الغرض اگر مجموعی طور پر اس وقت اکناف عالم میں نظر دوڑائی جائے تو کوئی قوم اور کسی ملت کا کوئی فرد نہیں جو اسمیں شریک نہ ہو کوئی اپنی حکومت کی طرف سے مرنے مارنے پر تیار ہے اور کوئی اپنے آقا کی طرف سے مصروف پیکار ہے۔ اور کوئی اپنی قوم اور وطن کی خاطر جان دینے پر تیار ہے۔ المختصر کیا دیوی کا پوجنے والا اور کیا ایک خدا کی جناب میں جھکنے والا کیا حضرت مسیح کا پرستار اور کیا بدھ کا پیرو۔ ہر ایک اسمیں شریک ہے لیکن اگر کوئی فرق نظر آتا ہے تو وہ یہ ہے کہ اسلام کو اس جنگ سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اسلام میں جتنی لڑائیاں بھی ہوئی ہیں وہ سب دفاعی تھیں کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا جہاں کفار نے مسلمانوں کو تنگ نہ کیا ہو۔ اور چار و ناچار انہیں اپنی حفاظت کی خاطر تلوار نیام سے نہ نکالنی پڑی ہو۔ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ ٹرکی ایک اسلامی طاقت جنگ میں شریک ہے اسلئے اسلام کا اس سے بڑا تعلق ہے ہم ایسے شخص کو یہ جواب دینگے کہ ٹرکی اپنی سیاسی نقطۂ نگاہ سے جنگ میں شامل ہوئی ہے اس نے قرآن کے کسی حکم کے ماتحت اس لڑائی کو نہیں چھیڑا یہ اس کا اپنا پرائیویٹ معاملہ ہے۔

آج ٹرکی کا جنگ میں شامل ہونا اور مسلمانان ہند کا اس طرح گورنمنٹ کے ساتھ اظہار وفاداری کرنا اسلام کی صداقت کا اظہار کرتا ہے اور رسول کریم کی روح کا زندہ ثبوت دیتا ہے اگر تیرہ سو سال پہلے یہ روح قائم تھی تو آج بھی مسلمانوں کے دل میں اس کا بقیہ نشان پایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

تو کہدے ان لوگوں کو جو کوئی اللہ سے محبت کرنا چاہتا ہے وہ میری یعنے رسول اللہ کے قدم بقدم چلے اور اس کے قول و فعل کو اپنا قول و فعل بنا دے۔

یہ ایک روح تھی جو آنحضرت ؐ نے الٰہی حکم کے ماتحت مسلمانوں میں پھونکی۔ اور اس کا نشان آج بھی مسلمانوں کے دلوں میں موجود ہے۔ اسلئے کوئی بھی فرمان جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا ہے مسلمان اس کے کاربند رہنے کو ہر وقت تیار ہیں اور آپکی ہر حرکت و سکون کی اتباع کرنا ایمانی شعبہ خیال کرتے ہیں جو کوئی بھی مسلمان آنکے فعل اور قول سے باہر جاتا ہے وہ گویا اسلام سے باہر جاتا ہے یہ روح آج تک مسلمانوں میں موجود ہے۔ اس وقت جنگ کی وجہ سے ہماری گورنمنٹ جو اس وقت ہماری حاکم ہے اسپر نازک وقت پڑا ہے اسکے ماتحت بہت زیادہ آبادی مسلمانوں کی ہے۔ ادھر ٹرکی نے اس کے خلاف جنگ میں شمولیت ظاہر کی ہے اسلئے میں مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ رسول کریم ؐ نے اپنے حاکم کی تابعداری کی کتنی سخت پابندی قرار دی ہے چنانچہ آپنے حدیث شریف میں یہ بھی فرمایا ہے:-

علیکم بالطاعۃ وان امر علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ۔ تمہیں بہرحال اطاعت کرنی ہوگی۔ خواہ تم پر کسی حبشی غلام کو جس کا سر کشمش کے دانہ جیسا ہو امیر بنایا گیا ہو۔ یعنی اگر کوئی حبشی غلام بھی کسی مسلمان کا حاکم ہو جائے۔ تو اس کی بھی اطاعت کرنی فرض ہے اور قرآن شریف میں تو یہ بھی حکم ہے۔ کہ

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اور جو تم میں سے حاکم ہو اس کی اطاعت تم پر لازم اور فرض ہے۔

نہ صرف یہ رسول کریم کا حکم بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اب جب ایک مسلمان ایک حبشی حاکم کے ماتحت بھی رہ سکتا ہے۔ تو ایسی محسن گورنمنٹ کا سایہ بدرجہا اولیٰ بہتر و احسن ہے۔ اس وقت ہمارا فرض ہے اور مذہباً لازم ہے کہ ہم گورنمنٹ کا ساتھ دیں اور اسکے ہر قول اور فعل سے ہمیں موافقت ہو۔

بے شک ٹرکی حکومت کی شمولیت نے ہمارے مقدس مقامات کو خطرہ میں ڈالا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہے جس نے تیرہ سو سال یا اس سے قبل انہیں امن میں رکھا۔ تو اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہ امن میں رہینگے۔

ہم اپنی گورنمنٹ کے مشکور ہیں کہ اس نے ان حرمین شریفین متبرک مقامات کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا۔ اور وعدہ دیا ہے کہ وہ محفوظ رہینگے ہمیں انشاء اللہ توقع ہے کہ جہاں اس نے پہلے مسلمانوں کے مذہبی خیالات اور جذبات کا خیال رکھا ہے اب بھی وہ ہر حالت میں اس اصل کو ہاتھ سے نہ دیگی۔ اور کسی حالت میں بھی ہمارے مقدس مقامات پر ہاتھ نہ ڈالے گی۔ اور مسلمان جن کی سرشت میں اطاعت کا مادہ بھرا ہوا ہے اور جو اسے جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ کبھی گورنمنٹ کا ساتھ نہ چھوڑینگے

تاریخ اسلام

سیرۃ النبیؐ

طہارت النفس - صبر -

صبر عربی زبان میں روکنے کو کہتے ہیں۔ اور استعمال میں یہ لفظ تین معنوں میں آتا ہے کسی شخص کا اپنے آپ کو اچھی باتوں پر قائم رکھنا۔ بُری باتوں سے اپنے آپ کو روکنا اور مُصیبت اور دُکھ کے وقت جزع وفزع سے پرہیز کرنا اور تکلیف کے ایسے اظہار سے جس میں گھبراہٹ اور نا اُمیدی پائی جائے اجتناب کرنا۔ اُردو زبان میں یا دوسری زبانوں میں یہ لفظ ایسا وسیع نہیں ہے بلکہ اسے ایک خاص محدود معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور صرف تیسرے اور آخری معنوں کے لئے اس لفظ کو مخصوص کر دیا گیا ہے یعنی مُصیبت اور رنج میں اپنے نفس کو جزع وفزع اور نا اُمیدی اور کرب کے اظہار سے روک دینے کے معنوں میں چونکہ اُردو میں اس کا استعمال انہی معنوں میں ہے اسلئے ہم نے بھی اس لفظ کو اسی معنی میں استعمال کیا ہے اور اس ہیڈنگ کے نیچے ہماری غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی صفت پر روشنی ڈالنا ہے جس معنی میں کہ یہ لفظ اُردو میں استعمال ہوتا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی صفت ہے اور دنیا کی تمام اقوام فطرتاً اِس صفت کی خوبی کی قائل ہیں گو بدقسمتی سے ہندوستان اس کے خلاف نظر آتا ہے کہ مردوں پر سالہا سال تک ماتم کیا جاتا ہے اور ایسی بے صبری کی حرکات کی جاتی ہیں اور کرب کی علامات ظاہر کی جاتی ہیں کہ دیکھنے والوں کو بھی تعجب آتا ہے۔ غرضکہ فطرتاً کل اقوام عالم نے صبر کو نہایت اعلیٰ صفت تسلیم کیا ہے اور ہر قوم میں صابر نہایت قابل قدر خیال کیا جاتا ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ تمام صفات حسنہ کا مجموعہ تھے۔ اور آپ سے بڑھ کر دُنیا کا کوئی انسان نیک اخلاق کا اعلیٰ اور قابل تقلید نمونہ نہیں تھا۔ اسلئے ذیل میں ہم صبر کے متعلق آپ کی زندگی کا ایک واقعہ بتاتے ہیں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ آپ اس صفت سے کہاں تک متصف تھے۔ بچپن میں اوّل والدہ اور پھر دادا کے فوت ہو جانے سے (والد پیدائش سے بھی پہلے فوت ہو چکے تھے) جو صدمات آپ کو پہنچے تھے۔ اُن میں آپ نے جس صبر کا اظہار کیا اور پھر دعوائے نبوت کے بعد جو تکالیف کفار سے آپ کو پہنچیں اس کو جس صبر و استقلال سے آپ نے برداشت کیا اور یکے بعد دیگرے انہی مصائب کے زمانہ میں آپ کے نہایت مہربان چچا اور وفادار اور بے نظیر بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور اپنے پیارے متبعین کی مکہ سے ہجرت کر جانے پر جس صبر کا نمونہ آپ نے دکھایا تھا وہ ایک ایسا وسیع مضمون ہے کہ قلت گنجائش ہم کو ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم ان مضامین کو یہاں شروع کریں اسلئے ہم صرف ایک چھوٹے سے واقعہ کے بیان کرنے پر جو بخاری شریف میں مذکور ہے۔ کفایت کرتے ہیں۔

جیسا کہ سیرۃ النبی کے ابتدا سے مطالعہ کرنیوالے اصحاب نے دیکھا ہو گا۔ میں نے اسبات کا التزام کیا ہے کہ اس سیرۃ میں صرف واقعات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی برتری دکھائی ہے۔ اور آپ کی تعلیم کو کبھی بھی پیش نہیں کیا تا کہ کوئی شخص یہ کہدے کہ ممکن ہے آپ لوگوں کو تو یہ کہتے ہوں اور خود نہ کرتے ہوں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ پس اسجگہ بھی میں آپ کی اس تعلیم کو پیش نہیں کرتا جو آپ نے صبر کی نسبت اپنے اتباع کو دی ہے اور جس میں کرب و گھبراہٹ اور نا اُمیدی کے اظہار سے منع کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قضاء پر رضا کا حکم دیا ہے بلکہ صرف آپ کا عمل پیش کرتا ہوں۔

عن اسامۃ بن زید رضی اللّٰہ عنہما قال ارسلت ابنۃ النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم الیہ ان ابنا لھا قبض فائتنا فارسل یقرء السلام و یقول ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شئ عندہ باجل مسمیٰ فلتصبر و لتحتسب فارسلت الیہ تقسم علیہ لیاتینھا فقام و معہ سعد بن عبادۃ و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و زید بن ثابت و رجال فرفع الی النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم الصبی و نفسہ تتقعقع کانھا شن ففاضت عیناہ فقال سعد یا رسول اللّٰہ ما ھذا قال ھذہ رحمۃ جعلھا اللّٰہ فی قلوب عبادہ و انما یرحم اللّٰہ من عبادہ الرحماء۔ اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ میرا ایک بچہ فوت ہو گیا ہے آپ تشریف لائیں (فوت ہو گیا سے یہ مُراد تھا کہ نزع کی حالت میں ہے کیونکہ وہ اس وقت دم توڑ رہے تھے) پس آپ نے جواب اس طرح کہلا بھیجا کہ پہلے میری طرف سے السلام علیکم کہنا اور پھر کہنا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لیلے وہ بھی اسی کا ہے اور جو دیدے وہ بھی اسی کا ہے اور ہر چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک مقررہ مدت ہے پس چاہیئے کہ تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھو۔ اس پر آپ کی (حضرت کی صاحبزادی) نے پھر کہلا بھیجا کہ آپکو خدا کی قسم آپ ضرور میرے پاس تشریف لائیں پس آپ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور کچھ اور لوگ تھے جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے پاس وہ بچہ پیش کیا گیا اور اسکی جان سخت اضطراب میں تھی اور اس طرح ہلتا تھا جیسے مشک اس کی تکلیف کو دیکھ کر آپکی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے جس پر سعد بن عبادہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور سوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رحیم بندوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

یہ واقعہ اپنے اندر جو ہدایتیں رکھتا ہے وہ تو اس کے پڑھتے ہی ظاہر ہو گئی ہونگی مگر پھر بھی مزید تشریح کے لئے میں بتا دیتا ہوں کہ اس واقعہ نے آپکی صفت صبر کے دو پہلوؤں پر ایسی روشنی ڈالی ہو کہ جس کے بعد آپ کے اسوہ حسنہ ہونے میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں رہ سکتا۔ اول تو آپ کا اخلاص باللہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جس وقت آپ کو اطلاع دیگئی کہ آپ کا نواسہ نزع کی حالت میں ہے اور اسکی حالت ایسی بگڑ گئی ہے کہ اب اس کی موت یقینی ہو گئی ہے تو آپ نے کیا پُر حکمت جواب دیا ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ لیلے وہ بھی اس کا مال ہے اور جو دیدے وہ بھی اس کا مال ہے۔ رضاء بالقضا کا یہ نمونہ کیسا پاک کیسا اعلیٰ کیسا لطیف ہے کہ جسقدر اس پر غور کیا جائے اسی قدر کمال ظاہر ہوتا ہے پھر اپنی صاحبزادی کو نصیحت کرنا کہ صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں پر انتہائی درجہ کے یقین اور اُمید پر دلالت کرتا ہے۔ مگر صرف یہی بات نہیں بلکہ اس واقعہ سے ایک اور بات بھی ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ کہ آپ کا صبر اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ کا دل نعوذ باللہ سخت تھا بلکہ صبر کی وجہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی اُمید اور اسکی مالکیت پر ایمان تھا کیونکہ جیسا بیان ہو چکا ہے جب آپ اپنی صاحبزادی کے گھر پر تشریف لے گئے تو آپ کی گود میں تڑپتا ہوا بچہ رکھدیا گیا اور آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سعد بن عبادہ نے غلطی سے اعتراض کیا کہ یا رسول اللہ یہ صبر کیسا ہے کہ آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں آپ نے کیا لطیف جواب دیا کہ رحم اور چیز ہے اور صبر اور شے ہے رحم چاہتا ہے کہ اس بچہ کو تکلیف میں دیکھ کر ہمارا دل بھی دُکھے اور دل کے درد کا اظہار آنکھوں کے آنسوؤں سے ہوتا ہے اور صبر یہ ہے کہ ہم اسبات پر راضی ہو جائیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو اسے قبول کریں اور اس پر کرب و اضطرار کا

چند اعتراضوں کے جواب

نمبر ۱

اس عنوان کے نیچے چند ان اعتراضوں کے جواب جو غیر احمدی تعصب اور ناواقفیت کی وجہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے ایک لائق اور محترم صاحب قلم نے نہایت لطیف پیرایہ اور انوکھے انداز پر لکھے ہیں۔ امید ہے۔ کہ ناظرین کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گے ؛

اعتراض اول۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تو سارے عرب نے مان لیا تھا۔ اور جو ایمان نہ لائے۔ وہ قتل کئے گئے۔ لیکن مرزا صاحب کو نہ سارے ہندوستان نے تسلیم کیا۔ اور نہ انکار کرنے والے قتل و معدوم کئے گئے۔ یہ بات مرزا صاحب کی صداقت کے منافی ہے۔

جواب اوّل۔ اگر رسول کریم کے ہاتھ پر تمام عرب مسلمان ہو گیا تھا۔ اور مرزا صاحب کے ہاتھ پر تمام ہندوستان احمدی نہیں ہوا۔ تو اس سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ ساری قوم کا ایمان لانا ضروری ہے بلکہ اس کے خلاف بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ سورہ ہود میں خدا تعلےٰ حضرت نوح ع کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ لن یومن من قومك الا من قد آمن - یعنی تیری ساری قوم ایمان نہیں لائے گی۔ بلکہ آج تک جو ایمان لا چکے ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی نیا مرید نہیں ہو گا۔ اب شاید کوئی خیال کرے۔ کہ جو لوگ حضرت نوح ع پر ایمان لائے تھے۔ وہ بہت بڑی تعداد میں ہونگے۔ لیکن اس کی تردید بھی خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے وما آمن معہٗ الا قلیل - یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے۔ وہ بھی زیادہ نہ تھے۔ تھوڑے ہی تھے۔ اب اگر تمام قوم کا ایمان لانا ضروری ہے۔ تو اس معیار کے لحاظ سے حضرت نوح ع کی نبوت پر حرف آتا ہے۔ اسی طرح حضرت لوط کے متعلق رسل اللہ فرماتے ہیں۔ فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین - یعنی تمام قوم میں سے صرف ایک گھر ایمان لایا۔ اب اس معیار کے لحاظ سے حضرت لوط کی نبوت بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ہم احادیث کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ تو وہاں بھی صریحاً بعض احادیث میں لکھا ہوا ہے۔ کہ رسول صلعم نے فرمایا۔ بعض نبی ایسے گذرے ہیں جن پر صرف ایک شخص ایمان لایا۔ اب دیکھئے۔ معترض کے معیار کے رو سے تو وہ نبی کسی طرح بھی نبی کہلانے کے مستحق نہیں۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہاں تک بعض احادیث میں وارد ہے۔ کہ بعض نبیوں پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کسی نبی کی تبلیغ کے لئے ضروری نہیں۔ کہ سب لوگ اس کی قوم کے اس پر ایمان لے آویں۔ اس لئے اگر حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر تمام ہندوستان نے بیعت نہیں کی۔ تو یہ اہل ہند کی اپنی بدبختی ہے۔ نہ کہ مسیح موعود کی صداقت کا کوئی نقص۔ ہاں معترض کہہ سکتا ہے۔ کہ بیشک بعض نبی ایسے ہوئے ہیں۔ جنکو کسی نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ یا تھوڑے سے لوگوں نے مانا۔ مگر نہ ماننے والے جتنے تھے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ کیونکہ نوح ع و لوط ع پر اگرچہ بہت کم لوگوں نے ایمان اختیار کیا۔ لیکن یہ تو ہوا۔ کہ نہ ماننے والے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ مگر مرزا صاحب کے مخالف تو ابھی زندہ ہیں۔ اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ یہ معیار بھی معترض کا غلط ہے۔ اور خود قرآن مجید اسے غلط بتلا رہا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ورسولاً الی بنی اسرآئیل یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ تو اب معترض کے معیار کے مطابق دو صورتیں ہونی چاہیئے تھیں۔ یا تو سب بنی اسرائیل آپ پر ایمان لے آتے۔ یا کچھ مان لیتے۔ اور باقی نہ ماننے والے ہلاک ہو جاتے مگر یہ دونوں باتیں نہیں ہوئیں۔ چنانچہ پہلی کا رد قرآن مجید اسطرح پر فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ بن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ فآمنت طایفۃ من بنی اسرآئیل وکفرت طایفۃ فایدنا الذین آمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین - دیکھئے اس مقام پر صاف طور پر خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ حضرت مسیح پر ایمان لایا۔ اور بنی اسرائیل ہی کی ایک جماعت آپ کی منکر رہی۔ اور ہم نے مومن گروہ کو منکر گروہ پر غلبہ دیا۔ اس حوالہ سے اتنا ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح پر ساری قوم ایمان نہیں لائی۔ دوسری صورت یہ تھی۔ کہ نہ ماننے والے سب ہلاک ہو گئے ہوں لیکن یہ خود قرآن مجید اور تمام قوموں کی تاریخ کے خلاف ہے چنانچہ قرآن مجید اس کے بارے میں صاف صاف فرماتا ہے۔ یہودی دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا۔ اب بتاؤ۔ اگر حضرت مسیح ہی کی زندگی میں تمام یہودی آپ پر ایمان لائے تھے تو وہ قتل کے مدعی کون ہیں۔ کیا مسیح کی بیعت کر کے پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا۔ اسی طرح پر دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ کہ ہم نے یہودیوں پر لعنت کی۔ کیونکہ وہ حضرت مریم پر بہتان لگاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے متعلق ان کا قول ہے۔ کہ ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت مسیح کے بعد تک موجود رہے ہیں۔ پھر اسی طرح آیت والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودیوں کا وجود نہ کبھی معدوم ہوا۔ اور نہ کبھی قیامت تک صفحہ ہستی سے معدوم ہو گا پھر تمام قوموں کی تاریخ دیکھو۔ اس سے بھی حضرت مسیح کے دشمنوں کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ پہلے یہودیوں کو لو۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح کو ہم نے قتل کر دیا۔ مسیح کے مرید چھپ چھپ کر ملکوں میں بھاگ گئے۔ اور ہم ابھی تک موجود ہیں۔ دوسرے نمبر پر عیسائیوں کی طرف توجہ کرو۔ وہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ یہودیوں نے پکڑ کر مسیح کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ اور یہودی اپنے اس منصوبہ میں کامیاب ہو گئے۔ تیسرے نمبر پر غیر احمدیوں کے مسلمات ہیں۔ وہ سب بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہودیوں نے مسیح کو پھانسی پر چڑھانا چاہا۔ مگر مسیح کو خدا آسمان پر لے گیا۔ اور ایک شخص ان کا ہمشکل بن گیا۔ جسے یہودیوں نے پھانسی پر چڑھا کر مار ڈالا۔ غرض غیر احمدیوں کی تاریخ بھی یہی کہتی ہے۔ کہ حضرت مسیح پر تمام قوم ایمان نہیں لائی۔ پھر احمدیوں کو لو۔ ان کا علم کلام بھی یہی بتاتا ہے۔ کہ ملک شام کے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو نہیں مانا۔ بلکہ پھانسی پر چڑھا دیا۔ جہاں سے وہ بفضل الٰہی زندہ بچکر کشمیر آ کر فوت ہوئے۔ غرض تمام قوموں کی تاریخیں یہی بتاتی ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کے ایک بہت بڑے حصہ نے جو ملک شام میں رہتے تھے۔ حضرت مسیح کی بیعت نہ کی۔ اور نہ انہیں نبی تسلیم کیا۔ اور باوجود ان تمام باتوں کے نہ تو وہ قتل کئے گئے۔

اور نہ سب ہلاک کئے گئے - بلکہ ابھی تک وہ قومیں موجود ہیں - اس سے ثابت ہوا - کہ کسی نبی کی صداقت کے لئے یہ معیار نہیں - کہ اس کو ساری قوم مان لے یا جو نہ مانے - وہ ہلاک ہو جاوے - یا قتل ہو جاوے - کیونکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے - کہ بہت سے نبیوں کو ایک شخص نے بھی نہ مانا - یا بعض کو ایک بیٹے مانا - یا بعض کو صرف اس کے گھر والوں نے مانا - یا بعض کو صرف تھوڑے سے آدمیوں نے تسلیم کیا اور دوسرا اس لئے معیار نہیں بن سکتا - کہ بہت سے نبی ایسے گذرے ہیں - کہ ان کے نہ ماننے والے لوگوں کا استیصال نہیں کیا گیا - بلکہ ان کی نسل اب بھی موجود ہے - اور اب تک وہ نبیوں کے منکر چلے آتے ہیں - جیسا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے منکر یہود ابھی تک صفحہ ہستی پر موجود ہیں - سو اس لئے اگر تمام ہندوستان مرزا صاحب پر ایمان نہیں لایا - تو آپ کی صداقت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا - بلکہ میرے خیال میں یہ بھی آپ کی صداقت کی ایک دلیل ہے - کیونکہ آپ کا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا ہے - اور چونکہ مسیح بن مریم پر بھی ساری قوم ایمان نہیں لائی تھی - چاہیئے تھا - کہ اس بات میں بھی کچھ نہ کچھ مشابہت ہوتی ؛

جواب دوم - معلوم ہوتا ہے - کہ معترض اسلامی تاریخ اور سیرت نبوی سے بھی ناواقف ہے - کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے - کہ رسول کریم پر سب ملک عرب ایمان لایا - اور جو نہ لائے - وہ قتل ہو گئے - حالانکہ یہ بات واقعہ کے خلاف ہے - کیونکہ عرب میں تین گروہ رہتے تھے - ایک قریش دوسرے یہود کی تین قومیں - تیسرے وہ عرب جو قریشی نہ تھے - اب ان میں سے اہل کتاب کو لو - یہ تین قوموں میں مشتمل تھے - اور خاص مدینہ میں رہتے تھے - اور رسول کریم نے ہجرت کے بعد ان کو تبلیغ بھی کی تھی - لیکن وہ ایمان نہ لائے - یہاں تک کہ صحیح حدیث میں وارد ہے - کہ رسول کریم نے فرمایا - کہ اگر مجھ پر صرف دس یہودی بھی ایمان لے آئیں - تب بھی ساری قوم ان کی فوراً ایمان لے آوے - لیکن عجیب بات ہے - کہ باوجود مدینہ میں رسول صلعم کے قرب کے اور باوجود تبلیغ کے کل دس آدمی بھی آپ پر ایمان نہ لائے - اب دوسرا پہلو یہ رہ جاتا ہے کہ نہ ماننے والے قتل کئے گئے ہوں - لیکن یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے - کیونکہ صحیح بخاری میں صریحاً وارد ہے - کہ آپ نے مدینہ سے جب یہودیوں کو ان کی شرارتوں کی سزا میں جلاوطن کیا - تو وہ وہاں سے نکل کر خیبر میں جا رہے - اور اس کے بعد جب رسول صلعم نے خیبر فتح کیا - تو آپ نے یہودیوں کو نہ تو قتل کیا - اور نہ وہاں سے جلاوطن کیا - اور نہ وہ مسلمان ہوئے - بلکہ یہودی ہی رہے - اور آپ نے وہاں کی زمینیں بٹائی پر انہی کے حوالے کر دیں - اور ان سے معاہدہ کیا - کہ جو غلہ وغیرہ ان زمینوں سے نکلے - آدھا مسلمانوں کا - آدھا یہودیوں کا - اور پھر صحیح بخاری ہی میں یہ لکھا ہوا ہے - کہ وہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر خیبر ہی میں رہے - بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں بھی وہیں سکونت پذیر تھے - پھر حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں جب انھوں نے ابن عمر کو گرا کر ان کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے - تب وہاں سے انہیں جلاوطن کیا گیا - اس سے ثابت ہوا - کہ نہ تو عربی یہودی قومیں آپ پر ایمان لائیں - اور نہ قتل کی گئیں - اور نہ عرب سے رسول صلعم کی حیات مبارک میں نکالی گئیں ؛

تیسرا جواب - معترض کا یہ کہنا کہ سب کا ماننا ضروری ہے - اگر واقعہ میں معیار تسلیم کر لیا جاوے - تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت میں شک لازم آتا ہے - کیونکہ آپؐ صرف عرب کی طرف نہیں مبعوث کئے گئے تھے - بلکہ آپ تو تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے تھے - اس لئے اس معیار کے مطابق ضروری تھا - کہ ساری دنیا آپ کو مان لیتی - مگر واقعہ میں ایسا نہیں ہوا - کیونکہ آپ نے مصر شام روم اور ایران وغیرہ تمام بڑی بڑی سلطنتوں کے نام تبلیغی خط لکھے - مگر ان میں کوئی بھی ایمان نہ لایا - اور نہ آپ کی زندگی میں وہ برباد ہوئے اور نہ اب تک ساری دنیا ایمان لائی - اگر کہو - کہ ملک عرب تو سب ایمان لے آیا تھا - تو میں کہتا ہوں - کہ عرب کی تخصیص کیوں کرتے ہو - کیا رسول کریم صرف عربوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے - اگر سب کا ماننا ضروری ہے - تو ساری دنیا کو آپ پر ایمان لانا چاہیئے تھا - دوسرے یہ کہ تمام عرب نے بھی آپ کو نہ مانا - جیسا کہ حضرت عمر کے عہد تک اہل کتاب رہے - اور اگر کوئی کہے - کہ عرب سے مراد عربی نژاد قومیں ہیں - تو ہم اسے کہتے ہیں - کہ اول تو تم نے ملک عرب کی تخصیص اپنی مرضی سے کی - پھر ملک عرب کی تخصیص سے ہٹ کر عربی نژاد قوموں کی تعیین کی طرف آتے ہو - یہی تمہاری کمزوری ہے - دوسرے یہ کہ اگر تمہاری یہ تخصیص مان بھی لیں - تب بھی تمہارا معیار غلط ٹھہرتا ہے - کیونکہ عربی نژاد قومیں بھی آپ ؐ کی زندگی میں سب کی سب ایمان نہیں لائیں - کیونکہ احادیث میں آیا ہے - کہ رسول صلعم نے اپنی وفات کے قریب صحابہ کو وصیت کی تھی -

اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ ابھی عرب میں مشرکین باقی تھے - اور اصطلاحاً مشرکین سے مراد عرب کے کفار ہیں - اور علاوہ ازیں مسیلمہ کذاب اور اس کے ایک لاکھ آدمی اور پھر سجاح اور اس کی قوم بھی تو حیات نبویہ کے بعد تک رہے - غرض اول تو یہ معیار بنتا نہیں - قرآن و حدیث اس کا ابطال کر رہے ہیں دوسرا اگر بفرض محال اسے صدق فی النبوۃ کا معیار ٹھہرا بھی لیں - تو نعوذ باللہ رسول صلعم کی نبوت اور تمام دعاوی پر پانی پھر جاتا ہے - وھٰذا واضح بطلانہٗ -

راقم سید از قادیان

ریویو

ایک مسافر کا پیغام اہل دکن کے نام

حکیم محمد حسین صاحب قریشی جنہیں اللہ تعالےٰ نے سلسلہ کی اشاعت کیلئے خاص جوش بخشا ہے - وہ جان مال سے اسلام اور احمدیت کی خدمات کرتے رہتے ہیں - آپ جب حسب ارشاد حضرت فضل عمر دکن گئے - تو آپ نے وہاں بھی پیغام حق ایک رسالہ کی صورت میں پہنچایا - اور حضرت صاحب کے دعوے کو مختصر لفظوں اور احسن پیرایہ میں روساء اور باشندگان دکن کے سامنے پیش کیا ہے - احباب کو چاہیئے - کہ اس رسالہ کو ۱ کا ٹکٹ بھیجکر حکیم محمد حسین قریشی - قریشی بلڈنگز لاہور سے منگوا کر لوگوں میں تقسیم کریں - شاید اللہ تعالےٰ کے فضل سے بعض سعید روحیں اس کو پڑھ کر حق کو مان لیں ؛

اعلان

مطبع کی بعض مشکلات کی وجہ سے ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر بروقت روانہ نہیں ہو سکا - جو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ چند روز تک روانہ کیا جاویگا - اس لئے احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے - تا دیر ہو تو پھر خطوط بھیجنے کی تکلیف نہ ہو - انگریزی ریویو کی اشاعت میں کوئی توقف نہیں ہوا - اگر کسی صاحب کے پاس انگریزی ریویو حسب معمول نہ پہنچے - تو فی الفور اطلاع دیں ؛ (محمد نصیب اسسٹنٹ مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۳۰۔ اکتوبر کو دیا

اگرچہ ہمارے حساب سے ہماری عید ہے۔ اسی حساب کے مطابق مکہ میں عید ہوئی۔ تو وہاں آج حج کا دن ہے۔ لاکھوں لاکھ آدمی کوئی کسی قوم کا کوئی کسی ملک کا ایک دوسرے کی رسم و رواج ایک دوسرے کی زبان ایک دوسرے کی عادتوں ایک دوسرے کی خواہشوں۔ ایک دوسرے کی امنگوں سے ناواقف ایک بہت بڑے وسیع میدان میں جمع ہوں گے۔ اور نہ صرف ان کے سامنے یہ نظارہ ہوگا۔ کہ دنیا کے کن کن کونوں میں خدا تعالےٰ نے اسلام کو پھیلایا۔ بلکہ یہ بھی ہوگا۔ کہ اس بے برگ وگیاہ جنگل میں (جہاں ایک مشک پانی کی روپیہ ڈیڑھ بھی بمشکل ہاتھ آتی ہے) کہاں کہاں سے لوگ آئے ہیں۔ یہ عجیب منظر دیکھکر ہر ایک انسان کے دل میں عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اسلام کی سچائی کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔ کہ اس جنگل اور وادی غیر ذی زرع میں ایک بلند ہونے والی آواز جس کو غیر تو الگ رہے۔ اپنے بھی نہیں سنتے تھے۔ اور آواز دینے والے کو جھڑک دیتے تھے۔ وہی آواز تمام دنیا کے کونوں تک پہنچ کر آج ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کے اجتماع کا باعث ہوئی ہے تمام وہاں جانے والے انسانوں کے پیش نظر یہ نظارہ ہوتا ہے۔ کہ کہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا۔ اور اس نے ایسی آواز بلند کی۔ جو گونجتی گونجتی ہمارے دور دراز ملکوں میں پہنچی اور وہ اپنے اندر ایسی کشش رکھتی تھی۔ کہ ہمیں یہاں کھینچ لائی۔ اس کے علاوہ اسوقت لوگوں میں کیا محبت اور عقیدت کے جذبات جوش مارتے ہونگے جب کہ وہ یہ خیال کرتے ہونگے۔ کہ آج ہم اس متبرک اور پاک سرزمین میں پھر رہے ہیں جس پر آج سے تیرہ سو برس پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرتے تھے۔ اور پھر خصوصاً یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ نے یہاں سے نکالدیا۔ تو کس شان و شوکت سے دوبارہ وہ قدوم میمنت لزوم یہاں پہنچے۔ اور وہ مکہ کے لوگ جن کی اذیتوں اور تکلیفوں کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ اور یہاں لا الٰہ الا اللہ کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن آج ہر ایک کی زبان پر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر وللہ الحمد جاری ہوتا دیکھ کر کیا ہی لذت آتی ہوگی۔ آج کے دن زوال سے لیکر سورج کے ڈوبنے تک حاجی عرفات میں اور مغرب سے لیکر صبح تک مزدلفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے دعاؤں میں لگے رہتے ہیں افسوس کہ بہت کم لوگ اسطرف توجہ کرتے ہیں۔ اور اکثر ادھر ادھر پھر کر وقت گذار دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے۔ کہ آپ صبح تک دعاؤں میں مشغول رہتے۔ دعاؤں کے لئے یہ وقت بہت مبارک ہے۔ جس کو خدا نے عرفات اور مزدلفہ میں دعاؤں کی توفیق دی ہے۔ وہ تو بہت خوش نصیب ہے۔ لیکن جو اپنے گھروں میں ہیں۔ ان کے لئے بھی خوش قسمتی کا موقعہ ہے۔ وہ بھی دعاؤں میں مشغول رہیں۔ سب سے پہلے اس انسان کے لئے بہت بہت دعائیں کی جائیں۔ جس کے طفیل مذہب اسلام ملا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ اگر آپ کی مصیبتیں۔ آپکی جان کاہیاں اور آپ کی دعائیں نہ ہوتیں۔ تو ہم تک کہاں اسلام پہنچ سکتا تھا۔ آپ نے رات دن لگ کر تیس سال متواتر بلا ایک دم اور لمحہ راحت اور چین میں رہنے کے اسلام کی اشاعت کی جس کے نتیجہ میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جس نے ہم تک اسلام کو پہنچایا۔ تو پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے پھر صحابہ کی جماعت کے لئے دعائیں کرو۔ اس جماعت نے اپنی جانیں۔ اپنے مال۔ اپنا وطن۔ اپنی بیویاں۔ اپنے بیٹے غرض کہ سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ خبیث الفطرت ہے وہ انسان جو صحابہ کرام کی قدر نہیں کرتا۔ پھر ان لوگوں کے لئے دعائیں کرو جنہوں نے صحابہ سے اخذ کر کے بعد میں آنے والی نسلوں کو اسلام پہنچایا۔ ان میں سے محدثین کی جماعت جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو ہم تک پہنچایا۔ پھر آئمہ دین کی جماعت کہ جنہوں نے اپنی ساری عمریں صرف کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے مسائل استنباط کئے۔ پھر وہ جماعت جس کا خدا تعالیٰ سے خاص تعلق ہوتا ہے۔ یعنی صوفیاء کی جماعت جنھوں نے اسلام کی باطنی خصوصیات کو قائم رکھا۔ یہ ایسی جماعتیں ہیں۔ جن کے لئے جس قدر بھی دعائیں کی جائیں۔ کم ہیں۔ پھر اس زمانہ میں جس انسان نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اُس کے لئے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو۔ اسلام کی روح نکل چکی تھی۔ اور اسلام مردہ ہو چکا تھا۔ لیکن اس انسان نے اپنے مولا کے حضور شبانہ روز کی عاجزی اور زاری کر کے اور بڑی محنت اور کوشش سے ایک ایسی جماعت بنائی۔ جس کے پاس آج زندہ اسلام موجود ہے۔ اس جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں کرو۔ پھر ایک حصہ جماعت کا جو علیحدہ ہو چکا ہے۔ اور ابھی تک اپنی ضد پر قائم ہے۔ اس کے لئے دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں سمجھ دے۔ پھر قرب الٰہی کے لئے۔ اپنی جانوں کے لئے دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی رضامندی کی راہوں پر چلائے کیونکہ جب تک قوم کا ہر فرد اپنے اندر کمالات نہ رکھتا ہو اس وقت تک کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ پس اپنے دین کی ترقی۔ ایمان کی ترقی اور سلسلہ کی ترقی کے لئے دعائیں کرو۔ پھر اس کے لئے بھی دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ تمہیں خدمت دین کی توفیق دے۔ اور تمہاری نسلیں نیک پیدا ہوں۔ اپنے والدین اپنے بھائیوں۔ اپنے بیٹوں۔ اپنے رشتہ داروں۔ اپنے نوکروں اپنے آقاؤں اور اپنے محسنوں کے لئے دعائیں کرو۔ میں بھی تمہارے لئے دعائیں کروں گا۔ اور تم بھی میرے لئے دعائیں کرنا۔ وہ کام جسے ہم نے کرنا ہے۔ بہت ہی عظیم الشان ہے۔ لیکن وہ خدا تعالےٰ جو ایک چھوٹے سے بیج سے بڑا بھیا بڑا درخت اور ایک دانے سے ہزاروں دانے پیدا کر سکتا ہے کیا وہ اشرف المخلوقات انسان کو بڑا نہیں بنا سکتا۔ ضرور بنا سکتا ہے۔ اور اس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے صرف مانگنے کی دیر ہے۔ پس تم مانگنے لگ جاؤ۔ اور خوب دعائیں کرو۔ خدا تعالےٰ تم سب کی دعائیں قبول فرمائے ؁

جنازہ غائب

احباب سید نبی شاہ موضع بھمبر ضلع گجرات۔ اور چوہدری مولا بخش صاحب کے والد ماجد کا جو ستّر سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ جنازہ غائب پڑھیں۔ اور عاقبت بخیر کے لئے دعا فرماویں ؁

مباحثہ منگیر نمبر ۲

گذشتہ سے پیوستہ

آریوں کی دُوسری ناکامیابی اور اسلام کی نمایاں فتح

یعنے

مولوی حکیم خلیل احمد صاحب احمدی اور پنڈت ست دیو غلام حیدر صاحب کا مباحثہ

تاریخ ۸ - ماہ رواں کی شام کو پھر مکرمی جناب حکیم صاحب معہ چند مولویوں کے جن میں احمدی و غیر احمدی ہر دو اصحاب شامل تھے - آریوں کی سبھا میں تشریف لے گئے - میں بھی کچھ دیر بعد وہاں پہنچا - تو دیکھا - کہ آج تو کچھ اور ہی رنگ ہے سارے اسٹیج میں لوگ کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں - ذرا بھی جگہ باقی نہ تھی - بہت سے سامعین جنکو جگہ نہ ملی تھی - کھڑے تھے - آج مسلمانوں کی تعداد کل سے دو چند تھی - وقت مقررہ پر مخدومی جناب حکیم صاحب نے پنڈت ست دیو جی کے دوسرے اعتراض کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمت العالمین نہ تھے - بلکہ زحمت العالمین تھے - اور قرآن پاک نے جہاد کی تعلیم دیکر لاکھوں بیگناہوں کا خون کیا ہے - کا جواب اس حسن و خوبی سے دیا - کہ ہر طرف سے صدائے آفرین آنے لگی چونکہ حکیم صاحب نے دوران تقریر میں یہ بیان کیا تھا کہ تاریخ کے صفحات کو جا دیکھو - دنیا میں جسقدر پاک و مطہر انسان خدا کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں - ان کو راستی و حق کے پھیلانے کے لئے اسطرح کا جنگ و شتوں و شر پر والوں سے کرنا پڑا ہے - دور کیوں جاتے ہو - ہندوستان ہی کی قدیم تاریخ پر غور کرو - کہ کسطرح مہاراج سری رامچندر جی و کرشن جی مہاراج نے بدمعاشوں سے جنگ کیا ہے - اسپر سناتن دہرم پبلک نہایت محظوظ ہوئی - اور خوشی کا اظہار کیا - بعدہٗ جناب حکیم صاحب نے مسئلہ جہاد پر ایسی اچھی روشنی ڈالی - جسکو سنکر مسلمانوں کو وجد آگیا - اور زور سے چیرز دیا جسے ساری مجلس گونج اٹھی - اور پنڈت جی حواس باختہ ہو گئے - اب پنڈت جی کی باری آئی - تو وہی اول فول واہی تباہی بکنے لگے - اور اپنا سارا وقت بالکل بے تعلق اور بے سلسلہ بیہودہ باتوں کے بیان کرنے میں ضائع کیا - پھر حکیم صاحب موصوف کھڑے ہوئے - اور پریزیڈنٹ صاحبان نیز پبلک کو مخاطب کر کے کہا - کہ پنڈت جی نے ہماری کسی بات کا جواب نہ دیا - اور مضمون زیر بحث سے الگ ہو کر دوسری تیسری بات کی طرف چلے گئے یہ ان کی کمزوری کی کھلی دلیل ہے - خیر میں بالفعل انکی دوسری تیسری باتوں کو چھوڑتا ہوں - اول ان کے پہلے اعتراضوں کا جواب دینا فرض سمجھتا ہوں - جن کے لئے یہ جلسہ مقرر کیا گیا ہے - پھر حکیم صاحب نے پنڈت جی کے اس اعتراض کا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مصیبتیں پہنچیں - لوگوں نے دکھ پہنچایا - لیکن ان کے خدا نے ان کی مدد نہ کی - اگر خدا کی طرف سے ہوتے - تو خدا ضرور مدد کرتا - اس اعتراض کا جواب جیسا پاکیزہ ہمارے مکرم حکیم مولوی خلیل احمد صاحب نے دیا - یہ انہی کا حصہ تھا - کسی اور احمدی کا اسطرح کا جواب سوائے احمدیوں کے کوئی دے ہی نہیں سکتا ہے - غرضکہ تائید من اللہ ہونے کا ثبوت عجیب عجیب رنگ میں ہمارے مکرم حکیم صاحب نے دیا اور غیر احمدی علماء کو جو اسوقت موجود تھے - بتلا دیا - کہ دیکھو ایک مرزا کا ادنے خادم مخالف اسلام کو اسطرح دندان شکن جواب دیتا ہے - پھر پنڈت جی کی باری آئی - اس دفعہ تو وہ اسقدر گھبرائے ہوئے تھے - کہ ان کی پریشانی ان کے بشرے سے نمایاں تھی - پھر جو کچھ انھوں نے تقریر کی - اس نے تو لوگوں کو گویا یقین دلا دیا - کہ پنڈت جی اس وقت شاید غصہ میں ڈھیلا پھینک کر ماریں گے - یا اب رو دیں گے - اُن کی وحشت اسقدر بڑھی اور کوئی مضمون نہ سوجھا - تو آنجناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر جھوٹا الزام لگانا شروع کیا - اور گالیوں پر اُتر آئے - الحمد للہ کا ہزار ہزار شکر ہے - کہ مسلمانوں نے صبر اور تحمل کو ہاتھ سے نہ دیا حکیم صاحب نے اپنے وقت پر کھڑے ہو کر پنڈت جی سے کہا کہ دیکھئے - پنڈت جی آپ کہاں سے کہاں بھاگے جاتے ہیں - آپ میری باتوں کا جواب دیں - گھبرا کر اور غصہ میں آ کر ہمارے مقتداؤں پر ناپاک الزام نہ لگائیں - اگر آپ حیادار انسان ہیں تو جو کچھ کہہ گئے ہیں - اسکا ثبوت دیں - ورنہ یاد رکھیں کہ ہمارے منہ میں بھی زبان ہے - ہمارے بھی الفاظ تمہارے سینہ اور دل کو گرما سکتے ہیں ہم تمہاری ایسی خبر لینگے - کہ تم کو منہ چھپانا پڑے گا اور چھپ سکتے نہیں - بلکہ تمہاری اپنی کتابوں سے لیکن ہم تمہارے گند کو ظاہر کر کے اس مجلس کو ناپاک کرنا نہیں چاہتے ہیں - پھر حکیم صاحب نے نمبروار ان کے اعتراضوں کا جواب دینا شروع کیا - لوگ اسقدر محویت سے سن رہے تھے - اور اتنی دلچسپی لے رہے تھے - جس سے پنڈت صاحب کو گمان ہو گیا بلکہ یقین ہو گیا - کہ ایسی پر زور مسلسل و مدلل اور موثر تقریر کرنے والے کے بالمقابل کچھ نہ چلے گی - وہ چاہتے تھے - کہ اٹھ کر بھاگ جائیں - مگر گریز کی کوئی راہ نہ پاتے تھے - آخر اپنے پریزیڈنٹ کو کہا - کہ جسطرح ممکن ہو - اس تقریر کو بند کر دیں - ورنہ خیر نہیں - اور آریوں کی بھی خواہش تھی - کہ بس اب جلسہ ختم کر دیا جائے - لیکن مسلمانوں کے پریزیڈنٹ مولوی عبد اللہ صاحب نے کہا کہ جلسہ برخواست کیوں ہوگا - حکیم خلیل احمد صاحب کہتے ہیں - کہ پنڈت صاحب اپنے سارے اعتراضوں کا جواب سن لیں - گھبراتے کیوں ہیں ابھی تو آریہ دہرم پر اعتراضات ہماری طرف سے باقی ہیں لیکن بہتو لال صاحب نے کہا کہ پنڈت جی کل واپس جاتے ہیں - اس لئے مجبور ہیں - غرضکہ کھلے کھلے آریوں نے اپنے گریز کا اقرار کیا - اور جلسہ برخواست ہوا - بہت سے لوگ گھر چلے گئے - ایک گروہ ایسا بھی تھا - جو کہ ہٹنا نہیں چاہتا تھا - تقریر سننے کا مشتاق معلوم ہوتا تھا - اس لئے اعلان کیا گیا - کہ کل مغرب کے بعد اسی محلہ میں ایک جلسہ ہوگا - جس میں ان کے بقیہ اعتراضوں کا جواب دیا جائیگا - جس کے سننے کی تاب پنڈت جی نہ لا سکے - اور آریہ دہرم کی حقیقت کھولکر دکھائی جائیگی - پھر لوگ خوش خوش گھر گئے ۔

۹ - اکتوبر - جمعہ کی صبح مسلمانوں کے لئے اور خصوصاً احمدیوں کے لئے صبح فتح تھی - کہ جس راستہ اور گلی کیطرف نکل جاؤ - لوگ حکیم مولوی خلیل احمد صاحب کی تقریر کے بارے میں رطب اللسان تھے - ہر موڑ ہر گلی پر دس پانچ آدمی جمع ہیں - اور ذکر ہو رہا ہے - جسطرف احمدی نکل جاتے ہیں - عموماً ہنود اور غیر احمدی مسلمان کہتے ہیں - کہ احمدیو فتح مبارک ہو - لاؤ مٹھائیاں کھلاؤ - بیشک تم لوگوں سے بڑھکر آریوں کو کوئی جواب نہیں دے سکتا ہے - عموماً ہنود و مسلمان اور خود آریہ لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مونگیر میں آجتک کسی مقرر نے ایسی تقریر نہ کی - اور نہ کوئی ایسا مقرر یہاں ہے ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ اس نے احمدیوں کو خدمت اسلام کا موقعہ دیا - اور حکیم مولوی خلیل احمد صاحب کو پنڈت سے بالمقابل غلام حیدر صاحب کے اتفاقاً کھلی کھلی فتح عنایت کی ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (راقم فضل الٰہی محمد اسمٰعیل احمدی)